بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت باندویؒ اور حضرت شیخؒ کے باہمی روابط

حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد یونس صاحب جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالنے سے قبل یہ ضروری ہے کہ ان اسباب پر گفتگو کی جائے جو ان دونوں شخصیت کے قریب آنے کی وجہ بنے، جب کہ دونوں حضرات کی عمروں میں تقریباً ۱۴ سال کا تفاوت ہے۔

حضرت قاریؒ صاحب ۱۹۴۴ء میں مدرسہ مظاہر علوم سے فارغ ہوئے، وہاں کے اساتذہ میں خصوصی ربط اور تعلق حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا شاہ اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ناظم مدرسہ، حضرت مفتی محمود حسن گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا، حضرت ناظم صاحب سے ارادت کا تعلق قائم کیا، اور ۱۹۵۶ء میں اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔

دوسری جانب حضرت شیخ ۱۹۵۷ء میں مظاہر العلوم میں داخل ہوئے وہاں کے اساتذہ میں بالخصوص حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ناظم صاحب شاہ اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ کیا، حضرت شیخ الحدیثؒ سے بیعت وارادت کا تعلق قائم کیا، پھر ۱۹۷۶ء میں ناظم صاحبؒ نے اجازت وخلافت سے سرفراز فرمایا، پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اجازت وخلافت سے نوازا۔

حضرت قاری صاحبؒ اپنے زمانۂ طالبعلمی کے بارے میں فرماتے ہیں: ''میرے سلسلے میں حضرت ناظم صاحبؒ اور حضرت شیخ الحدیثؒ دونوں کا مشور چلتا رہا''۔ (تذکرۃ الصدیق ۱/۲۸۸) حضرت قاری صاحبؒ اور حضرت شیخ صاحبؒ کے درمیان نقطۂ اتصال یہی دونوں بزرگان دین ہیں، یکساں طور پر ان دونوں شخصیات نے ان بزرگوں کی تربیت سے استفادہ کیا، اور ان کی تربیت میں رہے، اور ان کے معتمد

خاص رہے، یہ ایک بنیادی وجہ ہے جس نے ان دونوں کو باہم قریب کیا، اور یہ قربت آگے چل کر ایک مضبوط ربط میں تبدیل ہوگئی، اور آپس میں ایسا تعلق پیدا ہوا جس کی مثال حضرت شیخ یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں نہیں ملتی کہ انہوں نے کسی دوسرے معاصر بزرگ کے ساتھ اس طرح تعلق نبھایا ہو اور بعد میں ان کی اولاد ان کے متعلقین وغیرہ پر بھی شفقت وتوجہات فرمائی ہوں۔

دوسری طرف حضرت قاری صاحبؒ نے حضرت ناظم صاحبؒ کی صحبت با فیض سے خوب فایدہ اٹھایا، ان سے ہی بیعت وارادت کا تعلق قایم کیا، اور حضرت شیخ کو بھی حضرت ناظم صاحبؒ سے خلافت ملی (حضرت ناظم صاحبؒ کو حضرت تھانویؒ سے چاروں سلسلوں میں اجازت حاصل تھی)، اس طرح دونوں شخصیات نے حضرت ناظم صاحبؒ کی نگرانی میں معرفت وسلوک کے منازل طئے کئے، معرفت وطریقت کے ایک مکتب سے انتساب نے دونوں کو مزید قریب کرنے کا کام کیا۔

اسی تعلق کی بناء پر حضرت شیخ بار بار مدرسہ جامعہ عربیہ، ہتورا تشریف لاتے رہے۔ حضرت شیخ نے ۱۹۸۹ء میں مدرسہ جامعہ عربیہ ہتورا، باندہ کا پہلا سفر کیا، اور وہاں حضرت قاری صاحب کی درخواست پر مشکوٰۃ المصابیح کتاب الفتن کا درس دیا، پھر جب مدرسہ میں ۱۹۹۰ء کے آس پاس دورۂ حدیث کا آغاز نہیں ہوا تھا، تو ختم بخاری کے لئے حضرت شیخ رحمۃ اللہ کو دعوت دی گئی، جسے انہوں نے بخوشی قبول کیا، اور مدرسہ تشریف لائے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا، اس جلسہ کی بابت مفتی عبیداللہ صاحب اسعدی مدظلہ تحریر فرماتے ہیں: ''مولانا یونس صاحب کا درس ہوا، جو نہایت فاضلانہ تھا، بخاری کے مقام اور خود مولانا کی شہرت واختصاص کے مطابق انہوں نے بخاری کے آخری باب اور حدیث کے متعلقات کی بابت گفتگو کی اور اس کے بعد حضرت (قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ) کے احترام میں فرمایا کہ ''حدیث پڑھ کر باقاعدہ ختم تو حضرت ہی فرمائیں گے''، (تذکرۃ الصدیق ۱۲۵/۲)۔

حدیث کی اس مبارک محفل کی بابت حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تأثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے خیال نہیں کہ ایسی پرتأثر ختم بخاری کی کسی تقریب میں شرکت ہوئی ہو''، (تذکرۃ الصدیق ۱۲۶/۲)۔

۱۹۹۰ء سے ۲۰۱۷ء تک ۲۷/۲۸ سال کا عرصہ ہوتا ہے، جس میں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ پابندی

کے ساتھ ختم بخاری کے موقع پر ہتورا باندہ تشریف لاتے رہے، باندہ عام شاہراہوں سے الگ ایک ضلع ہے چند سال پہلے تک وہاں کا سفر نہایت دشوار گزار تھا، حتی کہ استاذ محترم مولانا زکریا صاحب سنبھلی دامت برکاتہم ایک شعر سنایا کرتے ہیں ع

باندہ کا سفر جس نے پسنجر سے کیا ہو
گھبرا نہیں سکتا کبھی عقبٰی کے سفر سے

یہ ایک بیان واقعہ ہے لیکن حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ ان تمام صعوبتوں کو برداشت کر کے وہاں تشریف لائے تھے، مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی بارہا ساتھ تشریف لائے، ان کی وفات کے بعد مختلف لوگ ساتھ ہوا کرتے تھے۔ ابتدائی دور میں باندہ سے ہتھورا تک (جو کہ سترہ کلومیٹر کی دوری ہے) بس، ٹرک، ٹرالی، موٹر سائیکل وغیرہ پر بھی سفر کیا، حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی باہمی محبت کی وجہ سے علاقے والے بھی خوب جمع ہوتے، اور استفادہ کرتے، راقم بارہا اس سفر میں ساتھ رہا، اور دیکھا کہ باندہ پہنچ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ الگ ہوا کرتا تھا، ایسا لگتا تھا کہ وہ اپنے وطن میں اپنوں کے درمیان ہوں، طلباء سے عمومی ملاقات ومصافحہ کرتے حالانکہ جو حضرات شیخ کے مزاج سے واقف ہیں وہ جانتے ہیں کہ مصافحہ بسا اوقات ان کی طبیعت پر گراں گزرتا تھا، اسی طرح مدرسہ کے اساتذہ کے ساتھ نہایت بے تکلیف فرماتے، مدرسے کے حالات معلوم کرتے، علاقے والے اور حضرت قاری رحمۃ اللہ علیہ کے خاندان والے بیعت کی درخواست لے کر حاضر ہوتے تو کبھی قبول فرماتے اور کبھی حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہونے کی تلقین فرماتے، حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ نے اس تعلق کو باقی رکھا، سانحۂ وفات پر ہتورا تشریف لائے اور اہل خاندان کے لئے تسلی کا سامان بہم پہنچایا، حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق کا حال یہ تھا کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے خاندان کا کوئی پہنچ جاتا یا ان کے متعلقین میں سے کوئی حاضر خدمت ہوتا تو اس قدر توجہ فرماتے کہ وہ سرشار واپس جاتا، راقم الحروف کو جو محبت اور توجہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے ملی بالخصوص ادھر دس بارہ سالوں سے اس میں بھی اسی محبت وتعلق کا بڑا دخل ہے، تحدیث بالنعمۃ کے طور پر اظہار کرنے میں کوئی حرج نہیں، راقم سب سے پہلی ۲۰۰۶ء میں سہارنپور حاضر ہوا اس سے قبل ہتورا میں ہی ختم

بخاری کے موقع پر ملاقات کا شرف حاصل ہوتا تھا، سہارنپور حاضری پر جو شفقت کا معاملہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس نے اس طالب علم پر نہایت گہرے نقوش چھوڑے اور حاضری کا سلسلہ قائم ہوگیا، سال میں تقریباً تین چار مرتبہ حاضری ہوتی اور ہر بار لطف وعنایت سے بہرہ ور ہوتا، ۲۰۰۶ء کی گرمیوں کی چھٹی میں راقم چند دنوں کے قیام کے ارادے سے حاضر ہوا، ایک دن ظہر کے بعد فرمانے لگے ''تیرا پیٹ بھر جاتا ہے'' میں نے عرض کیا جی، فرمانے لگے تیرے نانا کا گھر ہے، ایک مرتبہ حاضرین کے سامنے راقم کا تعارف کرواتے ہوئے فرمایا بچوں! جانتے ہو یہ سید ہے، حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا نواسا ہے، راقم کو یہ سعادت ایک سے زائد مرتبہ حاصل ہے کہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ میرا بیٹا ہے، محبتوں اور عنایتوں کا یہ سلسلہ دراز ہوا اور تعلقات نے مرید ومراد، مسترشد ومرشد کی شکل اختیار کر لی، بعد میں ذکر جہری بھی حضرت شیخ نے بذات خود سکھایا۔

ایک موقع پر حضرت شیخ نے فرمایا تیرے ولیمہ کا کھانا میں کھاؤں گا، پھر ہوا ہوں کہ حضرت شیخ نے دو سال قبل ہی مدرسہ مظاہر علوم کی مسجد میں راقم کا نکاح پڑھایا اس سے قبل راقم کے بڑے بھائی ڈاکٹر سلمان کا نکاح ۲۰۰۰ء میں باندہ میں حضرت شیخ نے ختم بخاری کے جلسے کے بعد پڑھایا تھا۔ راقم کو حضرت شیخ کی محبت اور شفقت ناناؒ (حضرت قاری صاحبؒ) کے تعلقات کی وجہ سے حاصل ہوئی تھی، راقم کے اہل کا نہ بالخصوص والدین پر بہت توجہ فرماتے، والدہ کی بیماری کی بابت پوچھتے رہتے، ایک مرتبہ باندہ میں ختم بخاری کے جلسے سے قبل راقم نے والدہ کے لئے دعا کی درخواست کی، ختم بخاری کے بعد جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تو راقم کی والدہ کے لئے دعا فرمائی، یا اللہ یہ میرا بچہ ہے، اس کی ماں کو شفاء عطا فرما، حضرت شیخ کو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے بہت مناسبت تھی اور انہیں اپنا بڑا مانتے تھے۔ ایک موقع پر فرمایا کہ ''میرے دو بزرگوں کا دل اس مسئلہ میں مجھ سے صاف رہے، باقی کسی کی مجھ کو پرواہ نہیں، ایک حضرت ندویؒ دوسرے حضرت باندویؒ (یہ جملہ حضرت شیخ نے ایک خاص واقعہ کے پس منظر میں فرمایا تھا لیکن اس سے عقیدت و تعلق کا جو اظہار ہوتا ہے وہ عیاں ہے) چنانچہ حضرت شیخ جب تک صحت یاب رہے، چلنے پھرنے پر قادر رہے تکیہ رائے بریلی حاضری کا اہتمام فرماتے، کئی بار رائے بریلی کے سفر میں حضرت قاری صاحبؒ بھی ساتھ ہوتے، حضرت شیخ کے رائے بریلی کے سفر میں راقم کے اہل خانہ کو بھی خدمت کا موقع ملتا کیوں کہ

حضرت شیخؒ جب رائے بریلی تشریف لاتے تو گھر ضرور تشریف لاتے تھے‘‘۔

حضرت قاری صاحبؒ کو حضرت شیخؒ سے بہت محبت تھی جامعہ عربیہ ہتورا سے جو طلباء مظاہر العلوم جاتے ان کو حضرت شیخؒ سے ملنے اور ان کی صحبت سے مستفید ہونے کی تاکید فرماتے، بڑے ماموں حضرت مولانا حبیب احمد دامت برکاتہم کو جب مظاہر علوم بھیجا تو تاکید فرمائی کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ سے تعلق رکھنا اور حضرت مولانا یونس صاحب کی خدمت میں حاضری دیتے رہنا، ماموسے بھی حضرت شیخؒ کو بے پناہ محبت تھی، ختم بخاری کی سفر کی تاریخ کے لئے فرماتے حبیب جب تم کہو۔ایک مرتبہ حضرت شیخؒ کی طبیعت زیادہ ناساز تھی ہم لوگ تقریباً مایوس تھے کہ اس سال تشریف نہیں لائیں گے،اور ہم لوگ محروم رہ جائیں گے،لیکن باوجود ضعف کے حضرت شیخؒ تشریف لائے اسٹیشن پر ماموں نے عرض کیا حضرت آپ کو بہت تکلیف ہوئی، ناراض ہوکر جواب دیا تمہارے بلانے پر نہیں آتا مرتے دم تک آتا رہوں گا، یہ انتہائی بات تھی جو حضرت نے حضرت قاری صاحبؒ اور ان کے مدرسے محبت کے اظہار میں فرمائی، حضرت قاری صاحبؒ کے بارے میں بارہا راقم نے سنا حضرت شیخؒ نے فرمایا ہمارے حضرت! ہمارے قاری صاحب! ایک موقع پر فرمایا حضرت مولانا کو اللہ تعالیٰ نے محبوبیت بہت عطا فرمائی تھی، ایک بار فرمایا حضرت مولانا کی میری طرف توجہ بہت تھی۔

اللہ تعالیٰ ہم کو ان دونوں شخصیات سے استفادہ کرنے اور ان کے بہترین جانشین بننے کی توفیق عطا فرمائے۔

کتبہ سید محمد غفران ندوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ

مدرس

دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ

9919330762